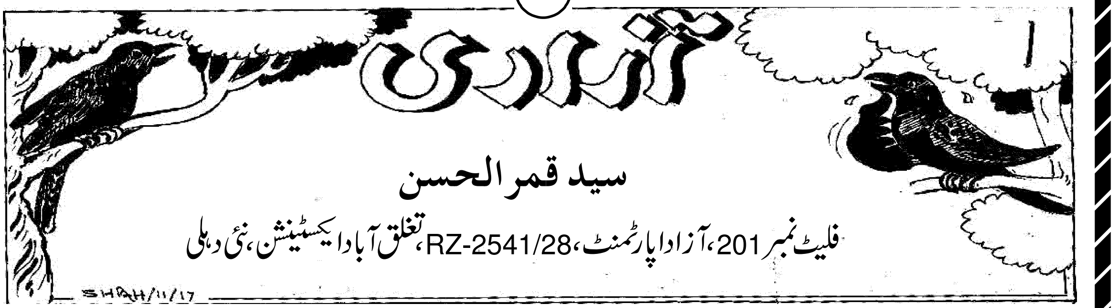

سید قمر الحسن
فلیٹ نمبر 201، آزاد اپارٹمنٹ، RZ-2541/28، تغلق آباد ایکسٹینشن، نئی دہلی

ایک کوّا بہت پریشان اور اپنی زندگی سے بہت دکھی رہتا تھا۔ اسے شکایت تھی کہ خدا نے اس کو کچھ بھی نہیں دیا۔ نہ اچھی شکل وصورت، نہ رنگ، روپ اور نہ ہی دلکش وسریلی آواز۔ وہ سوچتا تھا کہ اتنے اچھے اچھے پرندے اس نے بنائے ہیں۔ کیا مجھے بھی کوئی اچھا رنگ اور اچھی آواز وہ نہیں دے سکتا تھا؟ کالا رنگ بھی کوئی رنگ ہے؟ یہ ناانصافی میرے ساتھ ہی کیوں....؟ وہ سوچتا تھا کہ اچھی شکل وصورت اور آواز ہی ساری خوشیوں کی بنیاد ہے، مگر اس کی زندگی میں یہ دونوں ہی چیزیں نہیں ہیں۔ پھر کیسی خوشی اور کیسی مسرت!

ایک دن کی بات ہے کہ کوّا ان ہی خیالوں میں گم اُداس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک کوئل اُڑتی ہوئی آئی اور اس کے پاس والی شاخ پر بیٹھ گئی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ کوئل نے مگن ہوکر کوکنا شروع کر دیا۔ کوّے نے اس کی میٹھی اور سریلی آواز سنی تو اور زیادہ غمگین ہوگیا۔ اس نے سوچا کہ کوئل کو اتنی اچھی آواز ملی ہے وہ تو مجھ سے زیادہ خوش ہوگی۔ کوّا اس کے قریب گیا اور پوچھا: ''بہن تم کو خدا نے اتنا اچھا گلا دیا ہے۔ کتنی سریلی آواز ہے تمہاری.... تم تو بہت خوش رہتی ہوگی نا؟ کوئل بولی کہ ''خدا نے تو مجھے صرف اور صرف اچھا گلا دیا ہے، مگر رنگ تو میرا پھر بھی کالا ہی ہے۔ میرے خیال میں مجھ سے زیادہ خوش تو ایک بگلا ہوگا، تم اس سے پوچھو۔''

کوّا اپنی شاخ سے اُڑ کر بگلے کی تلاش میں نکل پڑا۔ اس نے دیکھا کہ ایک تالاب کے کنارے سفید رنگ کا ایک خوبصورت سا بگلا اپنی لمبی سی پتلی اور نازک گردن اُٹھائے مچھلی کی تلاش میں ٹہل رہا ہے۔ کوّا اس کے پاس پہنچا اور اس سے اپنا سوال دہرایا کہ خدا نے تو تم کو رنگ بھی بہت اچھا دیا ہے اور شکل وصورت بھی بڑی خوبصورت عطا کی ہے۔ تم تو زیادہ خوش رہتے ہوگے، تمہاری زندگی میں تو خوشی ہی خوشی ہوگی؟ بگلا بولا کہ ''خدا نے تو مجھے ایک ہی رنگ دیا ہے۔ طوطے کو تو اچھا گلا بھی دیا ہے اور اسے زیادہ رنگین بھی بنایا ہے۔ تو شاید مجھ سے زیادہ خوش تو ایک طوطا ہوسکتا ہے۔''

کوّا سوچنے لگا کہ بات تو صحیح ہے۔ چلو طوطے سے پوچھ کر دیکھتے ہیں۔ کوّا اُڑتا ہوا طوطے کی تلاش میں نکل پڑتا ہے اور طوطے سے پوچھتا ہے کہ خدا نے تم کو اتنا اچھا رنگ و روپ دیا ہے۔ اتنا اچھا گلا دیا ہے۔ تم تو بہت خوش رہتے ہوگے؟ طوطا دل ہی دل میں سوچنے لگتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ ''میرے خیال میں مجھ سے زیادہ خوش تو مور کو ہونا چاہیے۔'' کوّے نے پوچھا ''وہ کیسے؟'' طوطا بولا کہ ''مجھے تو خدا نے صرف دو ہی رنگ دیے ہیں، مگر اس کو تو بے شمار رنگ دے دیے ہیں اور جب وہ ناچتا ہے تو لوگ اس کے پاس کھڑے ہوکر سیلفی بھی کھنچوانا چاہتے ہیں۔ وہ اس کی راہ

دیکھتے رہتے ہیں کہ کب وہ رقص کرنا شروع کرے اور انھیں اس کی فوٹو کھینچنے کا موقع ملے۔ اس لیے مجھ سے زیادہ خوش تو مور کو ہی ہونا چاہیے....'' اب کوّا اُڑتا ہوا ایک مور کے پاس جا پہنچتا ہے اور کہتا ہے کہ ''دوست، مجھے لگتا ہے کہ تم سب سے زیادہ خوش رہتے ہوگے اور تمہاری زندگی میں خوشی ہی خوشی ہوگی۔ کیونکہ لوگ تمہارے پیچھے پاگل رہتے ہیں، تمھیں دیکھنے کے لیے، تمہاری ایک جھلک پانے کے لیے لوگ انتظار کرتے رہتے ہیں، تمہارے ساتھ سیلفی کھنچوانا ان کی بڑی خواہش ہوتی ہے۔ لوگ راہ دیکھتے ہیں کہ تم کب ناچو اور وہ تمہاری خوبصورت سی تصویر لیں۔ تو شاید تم سے زیادہ کوئی خوش نہیں ہوسکتا۔'' یہ سن کر مور خاموش ہو جاتا ہے اور کچھ سوچ کر بڑے ہی پیار سے اس کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ ''مجھے تو یہ لگتا ہے کہ مجھ سے زیادہ خوش تو کوّا ہے۔'' کوّے کے لیے یہ جواب بالکل ہی غیر متوقع تھا۔ وہ سوچ میں پڑ گیا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ میں تو ہر وقت رنج وغم میں ڈوبا رہتا ہوں۔ اپنی زندگی میں خوشی نام کی کوئی چیز میں نے دیکھی ہی نہیں، مگر یہ مور تو کہہ رہا ہے کہ سب سے زیادہ خوش کوّا ہے۔'' کوّے نے مور کے سامنے اپنے دل کی بات کہہ دی اور پھر پوچھا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ تب مور نے جواب دیا کہ ''میرے بھائی، آج تک میں نے کسی کوّے کو کبھی قید میں نہیں دیکھا۔ دنیا کے کسی بھی چڑیا گھر چلے جاؤ، کوّا کہیں بھی پنجرے میں بند نظر نہیں آتا۔ بہت سے لوگ اپنے گھروں پر طرح طرح کے پرندوں کو پنجرہ میں قید کرکے رکھتے ہیں، مگر تم نے کہیں بھی کوّے کو قید میں دیکھا ہے.....؟ آزادی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز نہیں.....اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ کوّا ہی سب سے زیادہ خوش رہتا ہوگا۔'' کوّے نے یہ جواب سنا تو اس کی آنکھیں کھل گئیں اور اس نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اس کو احساس ہوگیا تھا کہ میری زندگی میں اچھی شکل وصورت نہ ہونا ہی بہتر ہے۔ یہ تو بہت چھوٹی سی بات ہے، مگر میرے لیے یہ بات کتنی اہم ہے کہ میں آزاد رہتا ہوں۔ یہ کتنی خوشی کی بات ہے کہ میں کبھی پنجرے میں قید نہیں ہوا۔ کوّے کا سارا رنج وغم اور دُکھ درد ختم ہو چکا تھا۔ وہ مور کا شکریہ ادا کرکے خوشی خوشی وہاں سے چل پڑا اور آزادی جیسی نعمت کی خوشی کا احساس کرتے ہوئے دیر تک ہواؤں کے دوش پر لہراتا رہا۔

پیارے بچو! سچ ہے کہ آزادی بہت بڑی نعمت ہے۔ ساتھ ہی یہ کہانی ہمیں یہ سوچنے کی بھی دعوت دیتی ہے کہ ظاہری طور پر دوسروں کو اپنے سے اچھے حال میں دیکھ کر رنجیدہ وغمگین نہ ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ قدرت نے ہمیں اتنی بہت سی نعمتیں عطا کی ہیں کہ اگر ہم ان کا شمار کرنا چاہیں تو یہ ہمارے لیے ممکن نہیں.....اُس نے ہمیں ماں باپ جیسی نعمت عطا کی، بھائی بہن دیے، زمین وآسمان پیدا کیے، آسمان سے پانی برسایا، رزق رسانی کے لیے طرح طرح کے پھل اور اناج پیدا کیے، سورج اور چاند بنائے، سانس لینے کے لیے ہوا پیدا کی، آرام کرنے کے لیے رات بنائی، کام کے لیے دن بنایا، بلکہ اگر یوں کہیں کہ زندگی گزارنے کے لیے جن جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب اس مالک نے ہم کو عطا کی ہیں۔ پھر اگر کسی جگہ اتفاق سے کوئی کمی بظاہر نظر آتی ہے تو ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ ہم کو اور بھی کتنا کچھ ملا ہوا ہے.....اس لیے ہمیں قدرت کی عطا کردہ بے شمار اچھی اچھی نعمتوں پر اس کا شکر گزار ہونا چاہیے اور ہمیشہ خوش رہنا چاہیے۔ ○○